IPS/INS/014/2026-14

Institute of Policy Studies
Islamabad

July 14, 2026

IPS INSIGHTS
Perspectives On the Issues Shaping Policy

لنڈسے گراہم کا سیاسی ورثہ:
اسرائیل، ٹرمپ اور امریکی قدامت پسندی

مسعود ابدالی[1]

لنڈسے گراہم کی وفات صرف ایک سینیٹر کے انتقال کی خبر نہیں بلکہ امریکی ریپبلکن سیاست کے ایک ایسے دور کا علامتی اختتام ہے جس میں قومی سلامتی، عسکری طاقت، اسرائیل کی غیر مشروط حمایت اور قدامت پسند سماجی اقدار ایک ہی سیاسی بیانیے میں سمٹ آئی تھیں۔لنڈسے گراہم ان امریکی سیاست دانوں میں تھے جن کے لئے خارجہ پالیسی جغرافیہ سے زیادہ نظریات کا مسئلہ تھی۔ وہ سمجھتے تھے کہ امریکہ کی عالمی قیادت کا انحصار سفارت کاری سے پہلے عسکری برتری پر ہے۔ اگر ہنری کسنجر طاقت کے توازن (Balance of Power) کی علامت تھے تو لنڈسے گراہم طاقت کے بے دریغ استعمال (Projection of Power) کے علمبردار سمجھے جا سکتے ہیں۔

قدامت پسند امریکہ کا چہرہ

گراہم صرف ایک ریپبلکن سیاست دان نہیں تھے بلکہ وہ اس روایت کے نمائندہ تھے جو محدود حکومت، سخت امیگریشن، روایتی خاندانی نظام، ہم جنس شادی کی مخالفت اور خواتین کے کھیلوں میں ٹرانس جینڈر کھلاڑیوں کی شمولیت کے خلاف واضح مؤقف رکھتی تھی۔امریکہ میں بہت سے رہنما نظریات کے مطابق سیاست کرتے ہیں، لیکن لنڈسے گراہم ان سیاست دانوں میں تھے جنھوں نے اپنے نظریات کو اپنی پوری سیاسی شناخت بنا لیا۔

ٹرمپ کے سب سے وفادار ساتھی

ریپبلکن کی ٹکٹ پر جنوبی کیرولینا سے 2002 میں سینیٹ پہنچنے والے گراہم ابتدا میں ٹرمپ کے ناقد تھے، لیکن بعد میں وہ ان کے قریب ترین اتحادیوں میں شمار ہونے لگے۔واشنگٹن میں وفاداریاں بدلتی رہتی ہیں، مگر ٹرمپ کے دوسرے دور میں گراہم کی وفاداری غیر معمولی حد تک مستقل رہی۔

ٹرمپ کے سب سے وفادار ساتھی

سینیٹر گراہم کا شاید سب سے نمایاں پہلو اسرائیل سے ان کی غیر معمولی وابستگی تھی۔ انکا یہ جملہ بہت مشہور ہوا

"If we pull the plug on Israel, God will pull the plug on us."

جب 2019 میں امریکہ نے اقوام متحدہ کی قراردادوں کے برخلاف گولان کی پہاڑیوں پر اسرائیلی قبضے کو تسلیم کیا تو گراہم اسرائیلی فوج کی جیکٹ پہن کر نیتن یاہو کے ساتھ وہاں پہنچے۔ غزہ کی حالیہ جنگ میں بھی وہ اسرائیل کے مضبوط ترین امریکی حامیوں میں شامل رہے۔ان کے نزدیک اسرائیل کی حمایت خارجہ پالیسی نہیں بلکہ امریکہ کی اخلاقی اور مذہبی ذمہ داری تھی۔ ان کی سیاست میں اسرائیل ایک اتحادی نہیں بلکہ امریکی قومی مفاد کا جزوِ لازم تھا۔

[1] Senior IPS Associate

ایران کے بارے میں سخت موقف

ایران کے معاملے میں گراہم ہمیشہ طاقت کے استعمال کے حامی رہے۔ وہ بارہا “Hell to pay” اور “Open the gates of hell” جیسے سخت الفاظ استعمال کرتے رہے۔ سینیٹر گراہم سفارت کاری کو کمزوری نہیں سمجھتے تھے، لیکن ان کا یقین تھا کہ مؤثر سفارت کاری، عسکری طاقت کے سائے میں ہی ممکن ہے۔

سعودی عرب اور اسرائیل

اپنی زندگی کے آخری دنوں میں ان کی سب سے بڑی سفارتی ترجیح سعودی عرب اور اسرائیل کے تعلقات کی بحالی تھی۔ اسی مقصد کے لئے وہ سعودی ولی عہد، وزیر خارجہ اور واشنگٹن میں سعودی سفیر سے مسلسل رابطے میں تھے۔ان کے نزدیک مشرق وسطیٰ کا مستقبل فلسطین سے نہیں بلکہ ریاض اور تل ابیب کے تعلقات سے طے ہونا تھا۔

پاکستان، افغانستان اور بھارت

وہ افغانستان میں امریکی 'قبضے' کے حامی تھے۔ پاکستان کے بارے میں ان کا موقف سخت تھا۔وہ اکثر کہتے تھے کہ پاکستان امریکہ سے تعاون بھی حاصل کرتا ہے اوراکثر امریکی مفادات کے خلاف بھی کام کرتا ہے۔ پاکستان کے حوالے سے ان کی رائے سرد جنگ کے بعد ابھرنے والی امریکی بداعتمادی کی عکاس تھی، اس کے برعکس وہ بھارت کو امریکہ کا تزویراتی اتحادی اوراکیسویں صدی میں چین کے مقابلے کا قدرتی شراکت دار سمجھتے تھے۔ جب صدر ٹرمپ نے بھارتی مصنوعات پر بھاری محصولات عائد کیے تو گراہم نے اس سے اختلاف کیا۔ جنوبی ایشیا کے بارے میں ان کی سوچ سکیورٹی کے بجائے جغرافیائی سیاست سے زیادہ متاثر دکھائی دیتی تھی۔

انہوں نے امریکی سیاست میں دو دہائیوں سے زیادہ عرصہ گزارا، لیکن ان کی اصل شناخت ایک ایسے سینیٹر کی رہی جو اپنے نظریات پر کبھی معذرت خواہ نہیں ہوا۔ اسرائیل کی غیر مشروط حمایت، ایران کے خلاف سخت رویہ، ٹرمپ سے غیر معمولی وابستگی اور قدامت پسند سماجی اقدار ان کی سیاست کے چار بنیادی ستون رہے۔

ان کی وفات کے بعد سوال صرف یہ نہیں کہ سینیٹ میں ان کی نشست کون سنبھالے گا، بلکہ یہ بھی ہے کہ کیا ریپبلکن پارٹی میں کوئی اور رہنما اسی شدت کے ساتھ ”طاقت پہلے، سفارت بعد میں“ کے فلسفے کی نمائندگی کر سکے گا، یا امریکی قدامت پسند سیاست ایک نئے مرحلے میں داخل ہو رہی ہے؟